انتقادی مقالہ

سیرت نگاری۔ قرآن کریم کی روشنی میں

عزیز ملک کی تازہ تصنیف تذکار نبی کے

تناظر میں ایک انتقادی جائزہ

ڈاکٹر ایس ایم زمان

پوٹھوہار کے ممتاز صاحب قلم جناب عزیز ملک کی تازہ تالیف بعنوان تذکار نبی صلی اللہ علیہ وسلم قرآنی آیات کی روشنی میں حال ہی میں شائع ہوئی ہے۔ تاریخ طباعت جنوری ۱۹۹۴ء، ناشر دیا پبلی کیشنز اسلام آباد، ضخامت ۲۴۱ صفحات، مجلد، کتابت وطباعت و قیمت (یکصد روپیہ) مناسب ۔ کتاب کے مضامین و محتویات پر تبصرہ زیر نظر تحریر کے آخر میں آئے گا۔ پہلے اس ادعا کا عمومی جائزہ لیا جانا مناسب ہے کہ محض قرآن کریم کی آیات مبارکہ کی روشنی میں سیرت طاہرہ (علی صاحبھا الصلوۃ والتسلیم) پر کسی مبسوط و مربوط کتاب کی تالیف کہاں تک ممکن ہے؟

اس میں کوئی شک نہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حیات مبارکہ قرآن مجید کی عملی تفسیر ہے ۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد "فان خلق نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان القرآن" (رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق عین قرآن تھا) (۱) اس پر شاہد اور اس موضوع پر اعجاز و بلاغت کا شاہکار ہے۔ لہٰذا قرآن حکیم کی روشنی میں جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سیرت طیبہ کی تالیف کی خواہش پر تعجب نہیں ہونا چاہئے۔ ماضی قریب میں سیرت نگاروں کے ایک گروہ کی مساعی سیرت نگاری کی اس سمت میں عملی کاوشوں کی گواہی دیتی ہیں۔

سیرت کے مختلف پہلوؤں پر طبع آزمائی اور تحقیق کے ساتھ اس فن میں جدت وجودت بیان کے نئے نئے زاویے تلاش کرنا سیرت نگاروں کا محبوب مشغلہ رہا ہے۔ اسے بھی نبی رحمتہ للعالمین کا اعجاز تصور کرنا چاہیئے کہ مسلم اور غیر مسلم مورخین، علماء، ادباء اور دانشوروں کی طرف سے یہ لامتناہی سلسلہ برابر جاری ہے (۲) ۔ ۱۹۸۳ء میں مولانا محمد ولی رازی کی غیر منقوط سیرت بعنوان ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم (ایوارڈ یافتہ ۱۹۸۳ء) (۳) اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جو فیضی کی بلا نقط تفسیر سواطع الالہام کی یاد دلاتی ہے مگر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متذکرہ صدر بلیغ ارشاد کی صداقت کے باوجود محض آیات قرآنی کی بنیاد پر سیرت کی کسی مبسوط کتاب کی تصنیف کسی معیار سے بھی کوئی آسان کام نہیں ہے۔ اسکی پہلی وجہ تو اظہر من الشمس ہے۔ قرآن کریم علم و حکمت کا ابدی خزانہ اور لا زوال سرچشمہ ہے۔ مگر وہ اپنی طرز کی یکتا الہامی کتاب ہے۔ اسکا اسلوب بے نظیر اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) کے الفاظ میں کسی خبیر و قدیر شہنشاہ کی طرف سے حسب ضرورت وقتاً فوقتاً جاری ہونے والے فرامین کے مجموعہ کا سا ہے (۴) ۔ تصنیف و تالیف کی انسانی روایتوں اور ضابطوں کا اہتمام اس میں کہیں نظر نہیں آتا۔ قرآن حکیم کا انداز عہد نامہ عتیق (old Testament) سے یکسر مختلف ہے جس میں تخلیق کائنات، انبیائے کرام اور اقوام عالم کے احوال تاریخی اعتبار سے مرتب ابواب کی صورت میں ملتے ہیں ۔ عہد نامہ جدید (New Testament) کی اناجیل اربعہ یعنی متی (Matthews)، مرقس (Mark)، یوحنا (John) اور لوقا (Luke) میں بھی جناب مسیح علیہ السلام کے احوال معروف سوانح کی نہج پر مذکور ہیں۔ رامائن اور مہابھارت کا اسلوب قرآن کریم میں دور دور تک کہیں نظر نہیں آتا۔ اناجیل کے قیاس پر قرآن کریم کو کسی طرح بھی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کتاب سوانح کے نام سے موسوم نہیں کیا جا سکتا۔ قرآن کریم اول و آخر بنی نوع انسان کے لئے قیامت تک کے واسطے ابدی ہدایت نامہ ہے جسکی ایک ایک آیت ہادی برحق کے قلب پر نازل اور زبان پر جاری ہوئی۔ قرآنی آیات کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کے ساتھ یہی سب سے محکم قطعی غیر متزلزل اور بالکل راست رشتہ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زندگی کے واقعات و سوانح کا بیان اس کتاب کا مقصود نہیں البتہ اقرأ کے فرمان الٰہی سے لے کر آخری آیت کے نزول تک مختلف مواقع کی مناسبت سے جو احکام و ارشادات نازل ہوتے رہے سیرت طاہرہ کا پس منظر کسی سے الگ نہیں کیا جا سکتا کہ آپ صلی اللہ

علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات ہی مہبط وحی تھی۔

یہاں سے دوسری مشکل کا آغاز ہوتا ہے ۔ قرآن کریم کے اندر سورتوں اور آیات کی ترتیب توقیفی ہے' تاریخی نہیں۔ یعنی قرآن کریم میں سورتوں اور آیات کی موجودہ ترتیب باعتبار نزول نہیں۔ سورت علق بالاتفاق قرآن کریم کی سب سے پہلے نازل ہونے والی آیت (اقرأ باسم ربک الذی خلق) سے شروع ہوتی ہے مگر قرآن کریم کی کل ۱۱۴ سورتوں میں اس کا نمبر ۹۶ ہے۔ قرآن کریم کی پہلی سورت (الفاتحہ) مکی ہے مگر دوسری طویل سورت (البقرہ) مدنی ہے۔ سورتوں اور آیتوں کی یہ ترتیب خود نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نشاندہی اور ہدایات کے مطابق ہے اور اسی لئے توقیفی کہلاتی ہے۔ سورتوں کے نام موضوع یا عنوان کی نشاندہی نہیں کرتے بلکہ تعریفی نام ہیں جن سے کسی سورۃ کی پہچان آسانی سے ہو جاتی ہے۔ یہی حکمت مطلقہ کا منشا تھا۔

قرآن کریم کے اسلوب بیان اور آیات کی توقیفی ترتیب کے پیش نظر نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حیات مبارکہ کے احوال کو تاریخی بنیاد پر مرتب کرنے کے لئے محض قرآن کریم پر انحصار ایک دشوار امر ہے۔

اس کے باوجود سیرت نگاری میں اس پہلو کا التزام ایک طرف اس رجحان کا مظہر کہا جا سکتا ہے جسکے تحت قرآن کریم کو تمام علوم کا خزینہ اور "فیہ کل شیئ" کا مصداق قرار دیتے ہوئے متفرق علوم کی بنیادیں اس کتاب حکمت سے تلاش کی گئیں۔ یہ عمل متبرک اور حسن نیت پر مبنی جدوجہد کا ترجمان تھا گو کہ قرآن مجید کو بنی آدم کے لئے کتاب ہدایت کے علاوہ کسی خاص علم کی کتاب قرار دینا خارج از بحث ہے۔ قرآن کریم میں آثار کائنات کی طرف جابجا اشارات موجود ہیں۔ جو ابدی صداقتوں پر مبنی ہیں مگر اسکے باوجود قرآن ہیئت' کیمیا' طبیعیات' طب' ہندسہ یا کسی اور علم کی کتاب نہیں بلکہ محض اور محض کتاب ہدایت ہے۔ قرآن کریم میں بے شمار ایسی آیات مختلف مقامات پر منتشر ہیں جن سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حیات طیبہ پر روشنی پڑتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی کا سب سے معتبر اور شک و شبہ سے پاک سرچشمہ بھی قرآن کریم ہی ہے مگر حدیث و سیر کی روایات سے مدد لئے بغیر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کی مکمل اور قابل فہم تاریخی تصویر کھینچنا امر محال ہے تاہم اس سلسلے میں حسن

نیت سے کی گئی کوششیں جزائے خیر کی سزا وار ہیں۔ ان شاء اللہ۔

ایک دوسرا گروہ سیرت نگاری کے لئے محض قرآن کریم کو بنیاد بنانے کا دعوی اسلئے کرتا ہے کہ انکے نزدیک احادیث اور کتب سیرت کی روایات معتبر حیثیت کی حامل نہیں۔ عملاً اس دعوی کے باوجود انہیں بھی جابجا انہی روایات کا سہارا لینا پڑتا ہے۔

یہاں چند ایسی تصانیف سیرت کا ذکر بے محل نہیں ہو گا جو مصنفین کے دعوی کے مطابق قرآن حکیم کی روشنی میں لکھی گئی ہیں۔ یہ تذکرہ بر سبیل مثال ہے۔ اس نوع کی تصانیف کا کلی احاطہ کرنا نہ میرا مقصود ہے نہ فی الوقت ممکن ہے۔

۱۔ آغاز کلام سید محمد رضوان اللہ اور انتظام اللہ شہابی کی سیرت الرسول من القرآن سے کرتے ہیں۔ زیر نظر نسخہ دائرہ المعارف القرآنیہ کراچی سے ۱۹۶۳ء میں شائع ہوا اور ۴۵۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ مصنفین کے دعوی کے مطابق کتاب کا مقصد محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حیات مبارکہ کا جہاں اور جس طرح قرآن میں ذکر آیا ہے اسی طرح بیان کرنا ہے۔ ان کا دعوی ہے کہ اردو زبان میں بلکہ کسی دوسری زبان میں اس انداز پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پیش نہیں کی گئی (☆)۔ سیرت مبارکہ کے اہم واقعات کے بارے میں متعدد آیات قرآنی کا حوالہ سیرت النبی ؐ کی تمام معروف کتب میں دیا گیا ہے۔ دوسری طرف اس کتاب کے مرتبین نے بھی کتاب کی تیاری میں تاریخ و سیر کی کتابوں سے ہی مدد لی ہے البتہ واقعہ سے متعلق آیت یا آیات کا متن یا ترجمہ نقل کر دینے کا التزام کیا ہے۔ کتاب کی خامیوں یا محاسن کے تجزیہ کا یہ موقعہ نہیں مدعا یہ ہے کہ اس کتاب کی ترتیب میں بھی تاریخ و سیرت کے ماخذ سے ہی استفادہ کیا گیا ہے اگرچہ حسب موقع قرآنی آیات سے استشہاد کیا گیا ہے۔

جناب غلام احمد پرویز کی کتاب کا زیر نظر نسخہ ۱۹۶۸ء کا دوسرا ترمیم شدہ ایڈیشن ہے اور ۴۶۱ صفحات پر مشتمل ہے۔ ادارہ طلوع اسلام' لاہور کی طرف سے شائع کردہ اس کتاب کا مکمل عنوان حسب ذیل ہے۔

☆ امر واقعی یہ ہے کہ محمد عزہ دروزہ کی کتاب "سیرۃ الرسول۔ صور مقتبسۃ من القرآن الکریم۔" ("سیرت نبوی ؐ۔ قرآن کریم سے ماخوذ چند تصویریں") ۱۹۴۸ء میں عربی زبان میں شائع ہو چکی تھی۔ قریباً اسی دور میں جناب غلام احمد پرویز نے اپنی کتاب "معراج انسانیت" لکھی' ان دونوں کا ذکر آگے آئے گا۔

"معراج انسانیت" یعنی قرآن کریم کی روشنی میں مرتب کردہ حضور نبی اکرمؐ کی "سیرۃ طیبہ"۔

سیرت کی کتاب کی تدوین میں احادیث و سیرت کو نظرانداز کرنے کا نتیجہ یہ ہے کہ فاضل مصنف واقعہ افک کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں جہاں یہ واقعہ بیان کیا گیا ہے وہاں حضرت عائشہؓ کا نام مذکور نہیں لہٰذا اس واقعہ کو ان سے منسوب کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔

حال ہی میں ملک کے معروف فاضل سید ابوالخیر کشفی کی کتاب حیات محمدی قرآن حکیم کے آئینہ میں۔ (کراچی، دادا بھائی فاونڈیشن، ۱۹۹۰ء) شائع ہوئی جو ۳۱۹ صفحات پر مشتمل ہے۔ سیرۃ النبیؐ کی اس مختصر کتاب میں صرف آیات کے حوالے دیئے گئے ہیں حالانکہ واقعات سیرت، تاریخ اور حدیث کی کتابوں سے ہی لئے گئے ہیں۔ مصنف نے وعدہ کیا ہے کہ "اخلاق محمدیؐ قرآن کے آئینہ میں" کے موضوع پر ایک مستقل کتاب پیش کریں گے۔

ضخامت کے اعتبار سے اس دعوی کے ساتھ شائع ہونے والی کتابوں میں عبدالعزیز عرفی کی تالیف جمال مصطفیٰ خاص حیثیت رکھتی ہے۔ گیلانی پبلشرز کراچی کی طرف سے چار جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔ پہلی اور دوسری جلد ۱۹۷۸ء اور ۱۹۷۹ء میں شائع ہوئیں اور سرورق کے مطابق مکی عہد سے متعلق ہیں۔ تیسری اور چوتھی جلد بالترتیب ۱۹۸۰ء اور ۱۹۸۲ء میں شائع ہوئی اور انکا موضوع مدنی عہد ہے۔ کتاب کا مفصل عنوان یہ ہے: "جمال مصطفی - سیرت نبی اکرمؐ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قرآن کریم کی روشنی میں بترتیب نزول۔ مصنف کا اسلوب یہ ہے کہ وہ کسی سورت یا اسکی منتخب آیات کا اردو ترجمہ نقل کر دیتے ہیں۔ سورت کا نام بطور عنوان درج کرتے ہیں۔ اسکے نیچے ہر صفحہ پر بطور حاشیہ مختلف عنوانات کے تحت سیرت کے واقعات کا ذکر کرتے ہیں۔ واقعات کے اس تذکرہ میں اوپر لکھی ہوئی آیات کا براہ راست حوالہ نہیں ہوتا اور تمام واقعات کی تفصیلات عام سیرت نگاروں کی طرح تاریخ اور سیرت کی کتابوں سے ماخوذ ہیں۔ بعض مقامات پر آیات کے تحت مندرج واقعہ کا ان سے کوئی تعلق نہیں ہوتا مثلاً سورۃ القلم کے نیچے سنگ اسود کی تنصیب کا واقعہ تفصیل سے نقل کیا گیا ہے۔ (جلد ایک صفحہ ۲۵) ظاہر ہے کہ سورتوں اور آیات کی نزولی ترتیب متعین کرنے میں بھی احادیث اور تفسیر کی کتابوں پر تکیہ کیا گیا ہے۔ یہ کہنا مبالغہ آمیزی نہیں ہوگی کہ سیرت کا مواد سیرت کی مقبول

کتابوں کی نسبت غیر مرتب انداز میں ہر صفحہ کے زیریں حصہ میں (آیات کے تحت) درج کرلیا گیا ہے۔ ہر صفحہ کے بالائی حصہ میں سورتوں اور آیات کا اکثر و بیشتر زیریں مواد سے کوئی براہ راست تعلق نہیں بلکہ یوں نظر آتا ہے کہ سورتوں اور آیات کا یہ ترجمہ سرورق پر لکھے ہوئے دعوی کے اثبات کے لئے تکلفاً نقل کیا گیا ہے۔ معدودے چند مقامات ہی اس سے مستثنیٰ ہونگے۔ یہ چار جلدی تالیف زیادہ تفصیلی تجزیہ چاہتی ہے مگر اسکا یہاں موقع نہیں۔

آخر میں دو کتابوں کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے کیونکہ اس ناچیز کے نزدیک محض قرآن کریم کی روشنی میں لکھی گئی سیرت کو اسی انداز سے نبھایا جا سکتا ہے۔ محمد عزہ دروزہ کی کتاب کی طرف پہلے اشارہ کیا جا چکا ہے۔ سیرت النبی پر یہ کوئی مکمل کتاب نہیں اور نہ ہی کتاب کا یہ مقصد ہے بلکہ سیرت کی بعض تصاویر کے خدوخال قرآن کریم کی روشنی میں واضح کئے گئے ہیں۔ مولانا عبدالماجد دریابادی مرحوم نے اسی موضوع پر اپنی بیش قیمت تالیف "سیرت نبوی قرآنی" کے دیباچہ میں اس کتاب کا ذکر کلمات خیر کے ساتھ کیا ہے۔ فرماتے ہیں: "کتاب مفصل اور دو جلدوں میں ہے اور صفحات کی مجموعی تعداد سات سو سے اوپر۔ فاضل مصنف کا نام محمد عزہ دروزہ ہے جو مصر کے ایک مشہور اہل قلم ہیں۔ ضخامت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ مصنف نے آیات متعلقہ صرف بقدر ضرورت نہیں بلکہ پوری پوری نقل کر دی ہیں۔ بہرحال اگر یہ کتاب شروع میں مل گئی ہوتی تو اس سے رہنمائی بہت کچھ حاصل ہو گئی ہوتی" (ص۶)۔ حسن کامل الملطاوی کی کتاب "رسول الله فی القرآن الکریم" دائرہ معارف قاہرہ سے شائع ہوئی زیر نظر نسخہ ۱۹۷۹ء میں دوسری بار طبع ہوا۔ یہ کتاب بھی سیرت النبیؐ کے واقعات کا احاطہ نہیں کرتی بلکہ سیرت سے متعلق بعض موضوعات اور مسائل پر قرآن کریم کی روشنی میں بحث کرتی ہے۔ اسی قبیل سے محمد شریف قاضی کی تالیف "اسوہ حسنہ قرآن کی روشنی میں" بھی ہے جو ۱۴۰۱ھ میں پہلی بار مکتبہ تعمیر انسانیت' لاہور سے شائع ہوئی۔ کتاب کا مقصد سیرت النبیؐ کے قابل تقلید پہلوؤں کو قرآن کریم کی روشنی میں اجاگر کرنا ہے اگرچہ پہلے باب میں سیرت النبیؐ کے واقعات کو مختصر بیان کر دیا گیا ہے۔

سیرت طاہرہ پر وطن عزیز کے مشہور فاضل بریگیڈیر (ریٹائرڈ) گلزار احمد صاحب کی ایک زیر طبع تالیف بھی اسی ادعا کے ساتھ لکھی گئی ہے۔ قارئین واقف ہیں کہ سیرت طیبہ کے

میدان میں انہوں نے غزوات رسول اللہ کو اپنا خاص موضوع ٹھہرایا۔ بلاشبہ وہ ایک تجربہ کار سپاہی اور زیرک عسکری قائد کی حیثیت سے اس موضوع پر قلم اٹھانے کی خصوصی استعداد اور استحقاق رکھتے ہیں۔ غزوات رسول اللہ کی پہلی جلد ہجرت سے بدر تک کے واقعات کو محیط ہے اسکی اشاعت اول مئی ۱۹۸۲ء میں سامنے آئی۔ ۱۹۸۴ء میں شائع ہونے والا دوسرا ایڈیشن میرے پیش نظر ہے۔ مقامات کا تعین عسکری تدابیر اور جنگی منصوبہ بندی کا گہرا تجزیہ اس کی نمایاں خصوصیات ہیں۔

غزوات رسول اللہ کی دوسری جلد بدر سے احد تک کے واقعات کا احاطہ کرتی ہے (طبع ۱۹۸۶ء) فتح خیبر عسکری تاریخ کی تحقیق میں ایک نئے باب کا اضافہ کرتی ہے۔ الغرض جدید حکمت کے تناظر میں انہوں نے حضورؐ کے قائدانہ کارناموں پر جس منفرد انداز میں نئی روشنی ڈالی ہے وہ انہی کا حصہ ہے۔ معاصرین میں محمد احمد باشمیل' گلب پاشا' محمود خطاب شیت کے نام بھی اس ضمن میں لائق تذکرہ ہیں مگر بریگیڈیر گلزار احمد صاحب کا سرمایہ افتخار یہ ہے کہ انہوں نے مناسب مواقع پر قرآن کریم سے استشہاد کرتے ہوئے اپنے دلائل کے لئے محکم بنیاد فراہم کی ہے۔ ایک منزل مصدق الہامی کتاب ہونے کے علاوہ قرآن کریم کی حیثیت غزوات کی تاریخ نگاری میں' بلکہ بالعموم سیرت طیبہ کی تدوین کے ضمن میں' ایک "لاریب فیہ" معاصرانہ شہادت کی بنیاد بھی ہے۔ اس جہت سے بریگیڈیر صاحب نے قرآن کریم سے بڑی بصیرت کے ساتھ استفادہ کیا ہے اور ان کی زیر طبع کتاب بھی اسی فکری و تحقیقی رجحان کا وسیع تر مظہر ہے۔ مگر انہیں بھی دوسرے مصنفین کی طرح لامحالہ کتب تاریخ و سیر پر انحصار کرنا پڑا ہے۔

زیر نظر جائزہ کے تکمیلی مرحلہ میں صاجزادہ ساجد الرحمن صاحب مدیر فکر ونظر نے اس موضوع پر لکھی گئی تین مزید کتابوں کی طرف توجہ دلائی۔ ان میں سے ایک مولانا عبدالماجد دریابادی کی تصنیف لطیف بعنوان "سیرۃ نبوی قرآنی" ہے۔ میں صاجزادہ صاحب کا بیحد ممنون ہوں کیونکہ اس کتاب کے تذکرہ کے بغیر یہ جائزہ تشنہ و ناقص رہتا۔ زیر نظر نسخہ پاکستانی ایڈیشن ہے جو مکہ بکس' لاہور کی طرف سے ۲۱۵ صفحات پر شائع ہوا ہے۔ تاریخ طباعت / اشاعت مذکور نہیں۔ دیباچہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فاضلانہ تحریر دراصل مولانا کے ان خطبات کا مجموعہ ہے جو انہوں نے "سیرۃ نبوی قرآن مجید کی روشنی میں" کے عنوان سے جنوری ۱۹۵۷ء (۱۳۷۸ھ) کی اخیر

تاریخوں میں "افضل العلماء ڈاکٹر عبدالحق کرنولی مرحوم و مغفور" کی فرمائش پر ایک مرحوم خاتون کے قائم کردہ وقف کے ماتحت مدراس میں نیو کالج کی عمارت میں ارشاد فرمائے تھے۔ مگر ڈاکٹر صاحب کی وفات کے باعث جنوبی ہند کی مسلم ایجوکیشنل ایسوسی ایشن (مدراس) کے زیر اہتمام کتاب کی اشاعت کا منصوبہ کالعدم ہو گیا۔ اس خاص موضوع پر اپنے پیشرو مصنفین کے ضمن میں مولانا ارشاد فرماتے ہیں: "اردو میں بجز مولانا عبدالشکور لکھنوی مرحوم و مغفور کے ایک مختصر سے رسالے کے اپنی نوعیت میں یہ کتاب پہلی ہے" (ص۶)۔ "اختتامیہ" میں مولانا نے بجا طور پر متقدمین میں عبدالملک بن ہشام (متوفی ۲۱۸ھ/۸۳۳ء) کی سیرۃ رسول اللہ اور قاضی عیاض مالکی (متوفی ۵۴۴ھ/ ۱۱۴۹ء) کی مشہور کتاب الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ کا تذکرہ فرمایا ہے کیونکہ ان دونوں علماء نے اپنی کتابوں میں بالترتیب مغازی اور فضائل و خصائل نبوی ؐ کے ضمن میں آیات قرآنی سے بکثرت استشہاد کیا ہے۔ اس کے بعد مولانا عبدالشکور (متوفی ۱۹۶۳ء) کے مندرجہ بالا رسالے "سیرۃ الحبیب الشفیع من الکتاب العزیز الوقیع" کے بارے میں بتایا ہے کہ ۲۹×۲۰/۸ کے سائز میں ۶۴ صفحات پر مشتمل ہونے کے باوجود یہ کتاب "پھر بھی بہت کام کی ہے۔ مولانا کی ابتدائی کتابوں میں سے ہے اور ۱۳۳۲ھ/ ۱۹۱۴ء کی مطبوعہ ہے"۔ اس کے ساتھ ہی مولانا دریابادی ؒ نے "ایک الہ آبادی ایم اے مقیم دہلی" کے نام سے شائع شدہ (۱۹۵۱ء) ایک کتاب مختصر سیرت قرآنیہ کا ذکر بھی کیا ہے۔ اس کتاب کی حیثیت کا اندازہ لگانا کچھ مشکل نہیں۔ مولانا دریا بادی جیسے ثقہ اور منکسر مزاج بزرگ بھی یہ کہنے پر مجبور ہو گئے ہیں "یہ ایک بہت ہی تنگ و محدود بلکہ غلط نقطہ نظر سے لکھی گئی ہے اور آیات قرآنی کو جس طرح توڑ مروڑ کر پیش کیا گیا ہے۔ اس سے ہر صاحب ایمان اور ہر طالب علم کا ذوق اباء کرتا ہے" (ص ۲۱۵)۔

خود مولانا کی کتاب نو لیکچروں کا مجموعہ ہے جن کے عنوانات یہ ہیں: (۱)ظہور کی پیش خبریاں (۲)نام، نسب، وطن، زمانہ (۳)فضائل، خصائص، مشاغل (۴)رسالت و بشریت (۵)ہجرت (۶)غزوات و محاربات (۷)معاصرین۔ مشرکین، یہود و نصاریٰ، منافقین، مومنین (۸) معجزات و دلائل (۹)خانگی اور ازدواجی زندگی۔ ان میں سے ہر عنوان کی بحث متعلقہ آیات قرآنی سے منور ہے۔ حق یہ ہے کہ قرآن حکیم کی روشنی میں سیرت مطہرہ کا مطالعہ اسی نہج پر ممکن ہے۔ مولانا نے بکمال حکمت و فراست ان عنوانات پر قرآنی آیات کی روشنی میں بحث کی ہے۔ خواہی نخواہی

قرآنی آیات کا پیش منظر قائم کر کے ایک عام کتاب سیرت کی معروف روایات کی بنیاد پر تحریر کر کے اسے سیرت نبوی قرآنی کا نام نہیں دیا۔

دوسری کتاب پروفیسر ڈاکٹر محمد عطاء اللہ جلوی قادری کی تالیف "کلمات رب العالمین فی حقیقت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم (کذا) اعنی نعت رسول بہ زبان خدا" ہے۔ عکسی کاغذ، ۴۱۴ صفحات پر مصنف کی طرف سے خیبر پرنٹرز پشاور میں چھپ کر جون ۱۹۹۱ء میں شائع ہوئی۔ اس کتاب کو دراصل زیر نظر بحث میں شامل کرنا صحیح نہیں۔ قرآن کریم کی مختلف آیات کی صوفیانہ تشریح و تفسیر ہے، جس کا تعلق حضورؐ کے فضائل و احوال رفیعہ سے قائم کیا گیا ہے۔ تیسری کتاب کا عنوان "محمد رسول اللہ۔ قرآن یمشی علی الارض" ہے۔ فتحی العسال اس کے مصنف ہیں۔ (غالباً ان کے ذاتی دارالاشاعت) عسالون سے ۱۹۸۸ء میں قاہرہ سے شائع ہوئی۔ ۴۹۶ ص پر مشتمل اس کتاب کو ہمارے موضوع سے خارج سمجھنا چاہئے۔ نہ مصنف نے یہ دعوی کیا ہے کہ اپنے محتویات و مضامین کے اعتبار سے یہ کوئی ایسی تصنیف ہے جو آیات قرآنیہ کی روشنی میں لکھی گئی ہو۔

راقم الحروف کے نزدیک سید و سرور کائنات جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طاہرہ پر کوئی مکمل و مبسوط کتاب محض قرآن کریم کی آیات مطہرہ کی روشنی میں تالیف کرنا ایک امر محال ہے۔ اس ادعا کے ساتھ اگر حضورؐ کی سیرت پاک پر قلم اٹھایا جا سکتا ہے تو اس کے نقوش و خطوط کم و بیش وہی ہونگے جن پر محمد عزہ دروزہ اور مولانا عبدالماجد دریابادی نے اپنی قابل قدر تصانیف پیش فرمائی ہیں۔

اس مختصر جائزہ کا ایک اہم مقصد یہ بھی ہے کہ اس موضوع پر لکھی جانے والی کسی کتاب کا انتقادی محاکمہ کرتے وقت وہ مشکلات پیش نظر رہیں جو قرآن کریم کی روشنی میں سیرت النبی پر قلم اٹھانے والوں کو درپیش ہوتی ہیں۔ پس یہ امر ناگزیر تھا کہ "تذکار نبی -- قرآنی آیات کی روشنی میں" کے فاضل مصنف جناب عزیز ملک بھی اسی صورت حال سے دوچار ہوں۔ "احوال واقعی" کے عنوان کے تحت وہ لکھتے ہیں:

"چند برس پہلے جب برادرم زاہد ملک صاحب نے میری کتاب "بلال حبشی" کا دوسرا

ایڈیشن شائع کیا تو ایک روز مجھے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا مختصر تذکرہ مرتب کرنے کا مشورہ دیا۔ میں نے سوچا کہ اس موضوع پر ان گنت چھوٹی بڑی کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ میں کج مج بیان بارگاہ رسالت ؐ میں کیا نذرانہ پیش کر سکوں گا۔ کچھ روز اسی خیال میں گذرے۔ آخر کار ایک راستہ مل گیا اور میں نے قرآنی آیات کی روشنی میں سیرۃ مطہرہ قلمبند کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ اس سلسلے میں پہلا کام متعلقہ آیات جمع کرنے کا تھا، سو کیا•••" (ص ۷)

اگر "ایک راستہ مل" جانے سے فاضل مؤلف کی مراد یہ تھی کہ قرآنی آیات کی روشنی میں سیرت طاہرہ کی تدوین ایک نئی کوشش ہو گی تو مندرجہ بالا جائزہ سے یہ معلوم ہو گیا ہو گا کہ یہ خیال درست نہیں تھا۔ نہ ہی یہ راستہ کوئی آسان اور سہل راستہ تھا۔ مگر مولف ہدیہ تبریک کے مستحق ہیں کہ انہوں نے یہ فیصلہ کرنے کے بعد اپنی شدید علالت کے باوجود اس مبارک عزم کی تکمیل میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ تاہم جو مرکزی نکتہ اس مضمون کی ابتدائی بحث میں واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے وہ اس کتاب پر بھی اسی طرح صادق آتا ہے۔ کتاب کا کوئی صفحہ کھول لیں، اس کی تائید ہو جائیگی۔ بر سبیل مثال چند اشارات حسب ذیل ہیں۔

"ولادت باسعادت" کا باب ص ۱۹۔ ۲۲ پر محیط ہے۔ آیت کریمہ "قد جاء کم من اللہ نور وکتب مبین" (المائدۃ : ۱۵) سر عنوان ہے۔ مگر زیر عنوان تمام کوائف حضور ؐ کی پیدائش کی تاریخ، جناب آمنہ کی کیفیت، رضاعت، جناب حلیمہ کے ہاں بنو سعد میں آپ کا بچپن ۔ سب مواد انہی معروف روایات سے ماخوذ ہے جن پر سیرت کا ہر مولف تکیہ کرتا ہے۔ ہاں ان روایات کی چھان پھٹک، رد و اختیار، تحقیق و تدقیق، زبان و بیان سے ہی ہر سیرت نگار کی انفرادیت نمایاں ہوتی ہے۔

"حدیبیہ" (ص ۲۰۸۔ ۲۲۱) کے تحت سورۃ الفتح کی آیات ۱، ۱۸، ۲۷ کا حوالہ موجود ہے مگر تفاصیل ظاہر ہے سیرت و حدیث کی کتابوں سے ہی فراہم ہو سکتی ہیں۔ غرض کوئی عنوان لے لیجئے متعلقہ قرآنی آیات یا ان کے اجزاء سے کسی خاص واقعہ کی طرف اشارات ملتے ہیں مگر واقعات کی مربوط شکل روایات حدیث و مغازی و سیرۃ سے ہی مرتب ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے اور اس معنی میں سیرت النبی ؐ کی کسی کتاب کے بارے میں یہ دعوی کہ یہ قرآن کریم کی روشنی

میں مرتب کی گئی ہے۔ زیادہ درست ثابت نہیں ہو سکتا۔

اب قارئین کے افادہ کے لئے تذکار نبی ؐ کے مضامین کا مختصر جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔ اس جائزے میں مخلصانہ تنقیدی ملاحظات بھی ملیں گے اور تعریف کے سچے کلمات بھی۔ مصنف کی خدمت میں خصوصی اور قارئین کی خدمت میں عمومی درخواست ہے کہ تنقید کو تنقیص پر اور تعریف کو تقریظ پر محمول نہ فرمائیں۔ ان گزارشات میں زبان و بیان کا، فہم و شعور کا قصور ہو سکتا ہے، نیت کا فتور و بفضلہ سبحانہ ہرگز نہیں۔

یوں لگتا ہے کہیں کہیں فاضل مصنف کو عربی متون کے صحیح فہم میں تسامح ہوا ہے۔ کتاب کھولتے ہی جو چیز ایک محتاط قاری کو فی الفور کھٹکے گی وہ قرآن مجید کی اس آیت کریمہ (۴۵: ۲۹) کا اردو ترجمہ ہے جو سرورق کی زینت ہے۔ "ھذا کتابنا ینطق علیکم بالحق" کا ترجمہ "اے حبیب ؐ ہماری یہ کتاب آپ کے بارے میں حق کے ساتھ بولتی ہے" ہرگز درست نہیں ہے۔ اول تو علیکم کا ترجمہ اس متن کے اندر "آپکے بارے میں" درست نہیں بلکہ "تمہارے مقابلہ میں" صحیح ہے۔ ایسا مقصود ہوتا تو عربی زبان کے محاورہ کا تقاضا تھا کہ علیکم کی بجائے "فیکم" استعمال ہوتا۔ مگر ستم یہ ہے کہ قرآنی سیاق و سباق میں اس آیت کے مخاطب جناب رسول امین علیہ الصلوۃ والتسلیم نہیں ہیں بلکہ وہ گنہگار ہیں جنہیں یوم حساب میں ان کے نامہ اعمال کی طرف بلایا جا رہا ہے۔ سورۃ الجاثیہ کی آیت نمبر ۲۸، ۲۹ کا ترجمہ مولانا اشرف علی تھانوی ؒ کے الفاظ میں ملاحظہ کیجئے: "اور (اس روز) آپ ہر فرقہ کو دیکھیں گے کہ (مارے خوف کے) زانو کے بل گر پڑیں گے۔ ہر فرقہ اپنے نامہ اعمال (کے حساب کی طرف بلایا جائیگا۔ آج تم کو تمہارے کئے کا بدلہ ملے گا۔(۲۸) (اور کہا جاوے گا کہ یہ (نامہ اعمال) ہمارا دفتر ہے جو تمہارے مقابلہ میں ٹھیک بول رہا ہے۔ اور ہم دنیا میں تمہارے اعمال کو لکھواتے جاتے تھے"۔(۲۹) اس مقام پر شاہ محمد احمد رضا خاں صاحب کا ترجمہ اور زیادہ واضح، سادہ اور دلنشین ہے: اور تم ہر گروہ کو دیکھو گے زانو کے بل گرے ہوئے ہر گروہ اپنے نامہ اعمال کی طرف بلایا جائے گا۔ آج تمہیں تمہارے کئے کا بدلہ دیا جائے گا۔(۲۸) ہمارا یہ نوشتہ تم پر حق بولتا ہے۔ ہم لکھتے رہے تھے جو تم نے کیا"۔(۲۹)

قدیم مصادر، بالخصوص قرآن حکیم، کی روشنی میں کوئی کتاب بھی لکھی جائے تو عربی زبان کا فہم و ادراک اس کا لابدی تقاضا ہوگا۔ قرآن حکیم کی سورۃ والتین کی ایک آیت (۹۵:۳) کے

ترجمہ میں بھی مؤلف کتاب سے ایسی ہی لغزش ہوئی ہے۔ ص ۱۴ اور ص ۱۵ پر وھذا البلد الامین کا ترجمہ "قسم ہے اس شہر کی جہاں ہمارا حبیبؐ امین رہتا ہے" صحیح نہیں۔ البلد الامین مرکب توصیفی ہے، اضافی نہیں۔ تمام متداول تراجم قرآن میں الامین کو البلد کی صفت قرار دیا گیا ہے۔ مولانا تھانویؒ کا ترجمہ ہے" اور اس امن والے شہر (یعنی مکہ معظمہ) کی "فاضل بریلوی کا ترجمہ بھی اسی نہج پر، گو سادہ تر، ہے: "اور اس امان والے شہر کی"۔ اسی طرح ص ۲۱ پر مصنف لکھتے ہیں: محمد کی اصل حمد ہے۔ حمد تعریف یا تعارف کو کہتے ہیں خواہ وہ خوبی ظاہری ہو یا باطنی" تعارف حمد کے معنی میں داخل نہیں۔ ص ۳۵ پر ابو لہب کے قول "تباً لک سائر الیوم" کا ترجمہ بھی درست نہیں۔ طائف سے واپسی پر حضورؐ مطعم بن عدی کے جوار میں مکہ میں داخل ہوئے۔ یہاں جوار کے مفہوم میں مولف کو تسامح ہوا ہے۔ مراد پڑوس نہیں بلکہ پناہ ہے۔ (ص۴۵)۔

عربی اسماء و کلمات کے صحیح تلفظ کے ضمن میں بر سبیل مثال چند مقامات کا یہاں ذکر کیا جا رہا ہے۔ امید ہے کہ صاحب کتاب تفحص فرما کر اس طرح کی غلطیوں کی آئندہ ایڈیشن میں اصلاح فرما دیں گے۔ ص ۲۱ پر ابولہب کی اس کنیز کا نام جس نے حضورؐ کو چند دن دودھ پلایا ثوبیہ لکھا گیا ہے۔ یہ عام غلطی ہے۔ صحیح نام ثویبہ ہے۔ ص ۲۸ پر ابن ہشام کا حوالہ ہے۔ وہاں ہشام لکھا گیا ہے۔ یہ نام ھ کی زیر کے ساتھ اور شین کی تشدید کے بغیر ہے۔ ص ۳۹ پر قرأت کو قراءت لکھنا چاہئے۔ ص ۲۵ پر جناب ابو طالب کا شعر حضورؐ کی مدح میں صحیح نہیں لکھا گیا۔ اس کی صحیح شکل یہ ہے:

وابیض یستسقی الغمام بوجھہ

ثمال الیتامی عصمۃ للا رامل

ان ملاحظات کے اختتام پر سید تجمل حسین اختر صاحب کے "پیش گفتار" کی طرف اشارہ بھی مناسب نظر آتا ہے۔ چار پانچ صفحات کی یہ تحریر جناب عزیز ملک اور تذکار نبی کی اجمالی تحسین کا حکم رکھتی ہے اور اس سے عزیز ملک کی شخصیت کے بعض حسین گوشوں کے ساتھ تذکار نبی کے بعض محاسن کی نشاندہی ہوتی ہے۔ مجھے ان کے بعض جملوں سے اتفاق نہیں مثلاً میرے خیال میں حیات پیمبر ہر رنگ میں جلال و جمال کا حسین مظہر ہے اور یہ کہنا درست نہیں

کہ "سیرت نبویؐ کا جمال اخلاق ہے اور جلال غزوات" مگر زیر نظر تحریر کا نقطہ ارتکاز جناب عزیز ملک کی تالیف تذکار نبی ہے۔ اس حوالے سے "و وجدک ضالا فھدی" کی تشریح و تفسیر کے بارے میں (ص ۱۲) تجمل حسین اختر صاحب کا بیان اس غلط فہمی کو جنم دے سکتا ہے کہ "ضالا سے مراد عشق الٰہی میں از خود رفتہ ہونا" ایک ایسا مفہوم ہے جو فاضل مؤلف نے پیش کیا ہے۔ مولانا شاہ محمد احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے اپنے ترجمہ قرآن (۱۳۳۰ھ) میں اس آیت کا یہی مفہوم بیان فرمایا ہے۔ ان کا ترجمہ یہ ہے۔: "اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی"۔ یہی نہیں بلکہ جناب رضاء المصطفی اعظمی (خطیب نیو میمن مسجد کراچی) نے فاضل بریلوی کے ترجمہ قرآن کے شروع میں "اردو تراجم قرآن کا تقابلی مطالعہ" کے عنوان کے تحت جو آیات مثالوں کے طور پر منتخب کی ہیں ان میں سب سے پہلے اسی آیت کا ذکر ہے۔ (قرآن کریم' ترجمہ اردو شاہ محمد احمد رضا خاں مع تفسیر صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی۔ کراچی المجدد احمد رضا اکیڈمی' ۱۳۹۷/ ۱۹۷۷ء) خود تذکار نبی کے مؤلف داد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے ص ۶۲ - ۱۶۱ پر اس آیت کے مفہوم کے بارے میں واضح گفتگو فرمائی ہے۔

اس گفتگو کا حسن ختام کتاب کے محاسن پر ایک طائرانہ نظر سے ہو' یہی انصاف اور معروضیت کا تقاضا ہے۔ سب سے پہلی بات یہ کہ فاضل مصنف نے ۲۴۰ صفحات کی مختصر کتاب میں سیرت طاہرہ کے بارے میں چھوٹی چھوٹی فصلیں باندھ کر کلیدی معلومات جس حسن کے ساتھ جمع کر دی ہیں وہ انہی کا حصہ ہے۔ اجمال میں جمال عزیز ملک صاحب کی اس تحریر کا ایک نمایاں وصف بن کر ابھرتا ہے۔ مصادر کے حوالے نہیں دیئے گئے البتہ ابتداء میں ہی دس معروف کتب تفسیر و سیرت کی فہرست اسماء مؤلفین کے ساتھ کتابیات کے زیر عنوان موجود ہے۔ اکثر و بیشتر معلومات مستند ہیں اگرچہ بعض مقامات پر مزید تحقیق و تفحص کی ضرورت کا احساس ہوتا ہے۔ مثلاً بقول مولف سرکار دو عالمؐ کو نبوت عطا ہونے کی تاریخ ۱۷/ رمضان المبارک ہے (ص ۳۲)۔ نزول قرآن باتفاق لیلتہ القدر کو ہوا۔ اس لحاظ سے یہ تاریخ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں ہی ہونی چاہئے۔ کم از کم ایسے مقامات پر حوالہ ماخذ ضرور درج کرنا چاہئے تھا۔

تاہم جناب عزیز ملک کی اس حسین و جمیل تحریر کی سب سے بڑی خوبی ان کا پر اثر ادبی اسلوب بیان ہے جس کے حسن کا نقطہ معراج خلوص ہے۔ جذبے کی سچائی اس موثر تصنیف کا

سب سے بیش قیمت سرمایہ ہے۔ چند جھلکیاں ملاحظہ ہوں۔ ذکر ہے ولادت باسعادت کا:

"وہ کون ہے جس کا مقدس نام محمدؐ آج اربوں اشخاص کی زبانوں پر جاری اور قلوب میں ساری ہے۔ وہ کون ہے جس کے مقدس نام کی نوبت شاہانہ مساجد کے بلند ترین میناروں سے سامعہ نواز ہے۔ وہ کون ہے جس کی رفعت فرش سے عرش تک ملی ہوئی ہے۔ اسی کے مقام شفاعت کا نام مقام محمود ہے اور اسی کی امت "حمادون" کے لقب سے روشناس ہے۔ اسی کی لائی ہوئی کتاب کا ۰۰۰ الحمدللہ سے افتتاح ہوتا ہے۔" (ص ۲۱)

اور اب ایک جھلک اس در یتیم کے دور یتیمی کی:

"مدینہ طیبہ سے واپسی پر ابواء کے مقام پر جناب آمنہ بیمار ہوئیں اور وہیں انتقال فرمایا۔ علالت ہی میں ایک روز اپنے لخت جگر کو سینے سے لگا کر کہا۔ میرے لخت جگر میں نے آپؐ کی ولادت سے قبل خواب دیکھا تھا کہ نور کی ایک لہر میرے پہلو سے نکلی جس نے مشرق و مغرب کا احاطہ کر لیا ہے (قد جاء کم من اللہ نور) میرے لال میرا وقت رحلت آپہنچا میرے در یتیم کا اللہ والی۔" (ص ۲۳)

زیادہ اقتباسات اس تحریر میں طوالت کا باعث ہوں گے۔ پوری کتاب کا پیرایہ بیان اسی طرح اثر آفرین ہے۔

عزیز ملک صاحب مانے ہوئے ادیب اور مسلمہ شاعر ہیں۔ ان کے ادبی ذوق کا اظہار ان خوبصورت اشعار سے بھی ہوتا ہے۔ جو بڑے سلیقہ سے بر محل سجائے گئے ہیں۔ ان سے کتاب کے حسن اور تاثیر میں اضافہ ہوا ہے۔ مثلاً یا ایھا الذین آمنوا لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھروا لہ بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لاتشعرون۔ (سورہ الحجرات: ۲) کی آیت نقل کی ہے تو عزت بخاری کا مشہور شعر لے آئے ہیں جسے حضرت علامہ نے ارمغان حجاز کے نعتیہ حصہ کا سر عنوان بنایا تھا:

ادب گاہیست زیر آسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید اینجا

الغرض محبت میں ڈوبی، خلوص میں رچی اور عقیدت میں بسی اس تحریر کا اسلوب ونہج مورخانہ، محدثانہ، محققانہ، فقیہانہ نہیں متصوفانہ بھی نہیں، بلکہ صوفیانہ و ادیبانہ ہے۔ جس سے ضرب عشق محمدی دل مومن پر شبنم کا قطرہ بن کر پڑتی ہے۔ یہ مجاہدانہ یا مجتہدانہ ضرب کاری نہیں، ضرب کلیمی بھی نہیں بلکہ ضرب رحمتہ للعالمینی ہے جو محبت فاتح عالم کی تفسیر ہے یا تسخیر دل و نگاہ کرتا ہوا خدنگ عشق ہے میرے کریم کی رحیمی کا اس کے محبوب کی رحمتہ للعالمینی کا۔

حوالہ جات

۱۔ صحیح مسلم: کتاب صلوۃ المسافرین۔

۲۔ معروف یہودی مستشرق مارگولیتھ کا شمار کسی طرح بھی ان مصنفین میں نہیں کیا جا سکتا جو اسلام کے بارے میں نسبتاً ہمدردانہ رویہ رکھتے ہیں بلکہ حضورؐ کی حیات مبارکہ پر انکی تصنیف کے بیشتر مقامات سے متعصبانہ نقطہ نظر جھلکتا ہے۔ بایں ہمہ وہ اپنے دیباچہ (Preface) کا آغاز اس تاریخی جملے سے کرتے ہیں جسے سیرت نگاروں نے بکثرت نقل کیا ہے۔

"The Biographers of the prophet Mohammad form a long series which it is Impossible to end, but in which it would be honourable to find a place".

ترجمہ: نبی محمد کے سوانح نگاروں کا طویل سلسلہ ہے جسکا ختم ہونا ناممکن مگر جس میں جگہ پانا باعث اعزاز"

D. S. Margoliouth , Mohammad and the Rise of Islam (New York/ London, G - P. Putnam,s Sons, 1905),P, 111.

۳۔ کراچی، دار العلوم، ۱۹۸۷ء (اشاعت چہارم)، ۴۱۶ ص۔

۴۔ الفوز الکبیر فی اصول التفسیر (لاہور، مکتبہ علمیہ، ۱۹۷۰ء) ص ۵۷۔